باب 9

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اور ترقی

قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لیے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام معاشی منصوبہ بندی ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کی پالیسی معاشی ترقی کے لیے مرتب کی جاتی ہے تا کہ ملک کے عوام کو خوشحال زندگی گزارنے کے بہتر مواقع بہم پہنچائے جاسکیں۔ یہ اس صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی کو اس حد تک بڑھایا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، افزائش آبادی کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ معاشی منصوبہ بندی کے لیے ایک قومی منصوبہ بندی کمیشن قائم کیا گیا ہے جو ملکی وسائل کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لیے ایک جامع منصوبہ بناتا ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت

1-فی کس آمدنی کو بڑھانا

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام کے معیار زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اگر فی کس آمدنی کم ہوجائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوگی۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2- قومی آمدنی میں اضافہ کرنا

معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنانا اور انھیں مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچانا ہے۔ اس سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تاہم یہ اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی میں اس حد تک اضافہ کردیا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، آبادی کی افزائش کی شرح سے زیادہ ہو۔ قومی آمدنی میں اضافے کے لیے آمدنی کے تمام ذرائع کو بروئے کار لاکر ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پیداواری ذرائع کی منصفانہ تقسیم کو اس سلسلے میں خصوصی اہمیت حاصل ہے جو ملکی حالات کو پیش نظر رکھ کر کی جانی چاہیے۔

3- ملازمتوں کی فراہمی کو بہتر بنانا

ہر حکومت چاہتی ہے کہ ملک میں معاشی ترقی کی رفتار قابل ستائش رہے اور لوگ مطمئن زندگی بسر کرتے رہیں۔ چنانچہ ملک میں کام کرنے کے اہل افراد کو روزگار کی فراہمی، اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہوتا ہے۔ صرف معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے ہی اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ پڑھے لکھے، ہنرمند، کام کرنے کے اہل اور قابل بے روزگار افراد کو ملازمتوں کی فراہمی ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کیا جاسکتا ہے۔

4- معاشی خود کفالت کا حصول

معاشی منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد معاشی خود کفالت کا حصول ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے زرعی شعبے میں خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے۔ منڈیوں کے نظام کی اصلاح کی جاتی ہے۔ کاشتکاروں کو عمدہ بیج، کھاد اور زرعی مشینری وغیرہ کی خریداری کے لیے قرض کی سہولت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ سیم وتھور کی روک تھام کر کے جدید طریقہ کاشت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ زرعی تعلیم وتحقیق کو فروغ دے کر قومی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے جس سے ملک معاشی اعتبار سے خود کفیل بن جاتا ہے۔

5- ادائیگیوں کا توازن بہتر بنانا

ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا شکار رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس خسارے کو ختم کر کے ادائیگیوں کا توازن درست کیا جانا ضروری ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ بہتر معاشی منصوبہ بندی کر کے درآمدات اور برآمدات میں توازن اور استحکام پیدا کیا جائے۔

6- صنعتی ترقی میں اضافہ

معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ بنانا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں صنعتوں کے قیام کے لیے نجی شعبے کو خصوصی مراعات دی جاتی ہیں۔ اگر کوئی نجی شعبہ کسی مخصوص صنعت میں سرمایہ کاری کے لیے تیار نہ ہو تو حکومت خود صنعت کے لیے سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ بعض صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے چند سالوں کے لیے ٹیکسوں میں چھوٹ دی جاتی ہے، اس عمل سے صنعتی ترقی کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔

7- کم ترقی یافتہ علاقوں کی صورت حال میں بہتری لانا

اگر کسی ملک کے کچھ علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نہ ہوں تو معاشی منصوبہ بندی کر کے ان کم ترقی یافتہ علاقوں کو دوسرے علاقوں کے برابر لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پسماندہ علاقوں کے لیے ترجیحی بنیادوں پر خصوصی ترقیاتی سکیمیں تیار کی جا سکتی ہیں، ان اقدامات سے ملکی معیشت میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور ایک پائیدار معاشی نظام قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

8- افرادی قوت کی کھپت

پسماندہ ممالک میں عام طور پر افرادی قوت بہت ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے ممالک میں منصوبہ بندی کے ذریعے افرادی قوت کو بہتر اور صحیح طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً مقامی منصوبوں، سڑکوں اور ہسپتالوں وغیرہ کی تعمیر کے لیے مقامی افرادی قوت اور وسائل سے کام لیا جا سکتا ہے تاکہ مقامی آبادی کو روزگار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بے روزگاری کو بھی کم کیا جا سکے۔

9- قیمتوں میں استحکام لانا

اشیا کی رسد میں کمی اور طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں۔ قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی ہوتی ہے۔ عوام کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے اور صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز قیمتوں میں اضافے سے افراط زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معاشی منصوبہ بندی

کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جاسکتا ہے اور انھیں مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

10-افراطِ آبادی پر قابو پانا

معاشی منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد روز افزوں بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنج کا مقابلہ کرنا بھی ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی سے معاشی وسائل کو ترقی دے کر افراط آبادی پر قابو پایا جاسکتا ہے، ہر حکومت کا معاشی منصوبہ بندی کرتے وقت یہی مقصد ہوتا ہے۔

11-معاشی بحران پر کنٹرول کرنا

بعض اوقات ملکی سطح پر معاشی بحران سے نپٹنے کے لیے معاشی منصوبہ بندی ضروری ہوجاتی ہے۔ چونکہ معاشی بحران سے ملکی معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے اس لیے اس پر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جاسکتا ہے۔

زرعی ترقی

پاکستان کی معیشت میں زراعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ملکی آمدنی کا زیادہ حصہ زرعی شعبہ کی برآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان زرعی شعبہ میں مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ پچھلے چند سالوں سے زراعت میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ پاکستان کی تمام بڑی صنعتوں مثلاً سوتی کپڑا، چاول، چینی، آٹا، گھی اور خوردنی تیل کی صنعتوں کا انحصار زرعی شعبہ پر ہے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکومت زرعی شعبہ میں خود کفالت کے لیے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے، تاکہ غذائی پیداوار میں اضافہ کر کے غذائی اجناس کی درآمد پر خرچ ہونے والا زرمبادلہ بچایا جاسکے۔ زراعت پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے۔ ذیل میں اس شعبے کی اہمیت، افادیت اور ترقی کے لیے کیے جانے والے اہم اقدامات کا مختصراً جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1-غذا کی فراہمی

ہماری اہم غذائی فصلیں، گندم، چنا، چاول، مکئی، باجرا، اور تیل دار اجناس جو وغیرہ ہیں جو ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو کافی حد تک پوری کر رہی ہیں۔ پاکستان زیادہ تر غذائی فصلوں کی پیداوار میں خود کفیل ہے۔

2-نقد آور فصلیں

نقد آور فصلیں کپاس، گنا، تمباکو وغیرہ ہیں جو ہمارے ملک کی قیمتی دولت ہیں۔ زرمبادلہ کا نمایاں حصہ انھی کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ یہ صنعتی خام مال کا اہم ذریعہ ہیں۔ کپڑے، چینی اور سگریٹ وغیرہ کی صنعتوں کا انحصار انھی فصلوں پر ہے۔

3-پھل اور میوہ جات

پاکستانی پھل اپنے ذائقے، غذائیت اور خوبصورتی کی بنا پر دنیا بھر میں پسند کیے جاتے ہیں۔ اہم پھل آم، کینو، مالٹا، امرود، کیلا، انگور، سیب، آلو بخارا، خوبانی اور آڑو وغیرہ ہیں۔ خشک میوہ جات زیادہ تر صوبہ خیبر پختونخوا میں کاشت ہوتے ہیں۔ پاکستان پھلوں اور میوہ جات کی برآمد سے ہر سال کثیر زرمبادلہ کماتا ہے۔

4-زراعت اور روزگار

روزگار کی فراہمی کے نقطہ نظر سے زراعت پاکستان کا سب سے بڑا شعبہ ہے۔ ملکی آبادی کا لگ بھگ 42 فیصد حصہ اور دیہی آبادی کا قریباً 60 فیصد زرعی شعبے سے وابستہ ہے جو عبادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

5-قومی آمدنی

جی ڈی پی کا کم و بیش 20 فیصد حصہ زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے اور اس میں زیادہ تر حصہ لائیوسٹاک کا ہے۔ حکومت زرعی شعبے کی کارکردگی بڑھانے کے لیے متعدد اقدامات کر رہی ہے۔ چھوٹے کسانوں کو آسان اقساط پر قرضے فراہم کر رہی ہے۔ لائیوسٹاک کے شعبے پر بھی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے تاکہ متعلقہ افراد کی آمدنی اور معیار زندگی میں اضافہ ہو سکے۔

6-معاشی ترقی

پاکستان کی معاشی، صنعتی اور تجارتی ترقی کا انحصار زراعت پر ہے۔ موجودہ دور میں زراعت کو جدید مشینوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جا رہی ہے۔

7-اچھے بیجوں کا استعمال

زراعت کی ترقی کی ایک اہم وجہ اچھے اور زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کا استعمال ہے۔ حکومت فی ایکڑ اور مجموعی ملکی پیداوار میں اضافے کے لیے اچھے، معیاری اور بہتر پیداوار دینے والے بیجوں کی بروقت فراہمی کے لیے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔

8-آبپاشی کا نظام

پاکستان کا نہری نظام آبپاشی ڈیڑھ سو سال سے زائد پرانا ہے جو منگلا اور تربیلا جیسے بڑے کثیر المقاصد ڈیموں کے علاوہ کئی ایک آبپاشی اور رابطہ انہار پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں اس وقت زیر کاشت رقبے کے زیادہ حصے کا انحصار آبپاشی کے نظام پر ہے۔ حکومت آبپاشی کے وسائل میں اضافے کے ساتھ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے بھی کوشاں ہے۔ نہروں اور کھالوں کی پختگی کے ساتھ ساتھ پانی کے استعمال کے کفایتی طریقے بھی متعارف کرا رہی ہے۔ ناہموار کھیتوں کے لیے لیزر ٹیکنالوجی کا استعمال، پانی کے کم وسائل سے بہتر استفادہ کے لیے سپرنکلر اور ڈرپ جیسے منصوبے حکومت کی زراعت کے لیے سنجیدگی کا مظہر ہیں۔

9-فصلی بیماریاں

پاکستان کی آب و ہوا فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کے لیے سازگار ہے۔ حکومت فصلوں کو کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لیے زرعی ادویات کی درآمد پر ہر سال ایک کثیر رقم خرچ کر رہی ہے تاکہ فصلی بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کا خاتمہ ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

10-بہترین کھادوں کا استعمال

بہتر پیداوار کے لیے کھادوں کی اہمیت مسلمہ ہے۔ حکومت کھادوں کی مناسب مقدار میں بروقت فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے جملہ وسائل بروئے کار لا رہی ہے تاکہ کھادوں کے مناسب استعمال سے پیداوار میں ہر ممکن اضافہ کیا جا سکے۔

11- زرعی اصلاحات

پاکستان کی زرعی شعبہ میں اصلاحات بھی زراعت کی ترقی میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ اصلاحات 1959ء، 1972ء، 1977ء اور حالیہ برسوں میں کی گئی ہیں تاکہ فی کس زرعی آمدنی اور اراضی کی ملکیت میں توازن قائم کیا جائے، مزارع اور مالک کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کیے جائیں اور زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے۔

12- پختہ سڑکیں

سڑکوں کے ذریعے پیداواری علاقے کا منڈیوں تک رابطہ ہونا بہت ضروری ہے۔ حکومت پاکستان اس سلسلے میں نہ صرف پرانی سڑکوں کو پختہ بنا رہی ہے بلکہ بہت سی نئی سڑکیں بھی بنا رہی ہے تاکہ کسان اپنی اجناس منڈیوں تک آسانی سے پہنچا سکیں اور اچھے داموں فروخت کر سکیں۔

13- تعلیمی سہولتیں

کاشتکاروں کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے دیہات کی سطح پر تعلیمی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ کاشت کاروں کے بچے زراعت کے جدید طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

14- سیم وتھور پر قابو پانا

سیم وتھور کے ناسور پر قابو پانے کے لیے ملک بھر میں حکومت کی طرف سے متعدد پروگرام شروع کیے گئے ہیں تاکہ زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہو سکے۔ ان پروگراموں سے نہ صرف زیر کاشت رقبہ بڑھا ہے بلکہ زرعی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ اب تک کئی سکیمیں کامیابی سے پایہ تکمیل سے ہم کنار ہو چکی ہیں جن سے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ ہوا ہے۔ مزید سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔

15- منصوبہ بندی کی ضرورت

اگر بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح مناسب حد تک کم ہو جائے تو ہم اپنی زرعی برآمدات میں مزید اضافہ کر سکتے ہیں۔ مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے گھریلو صنعتوں اور ذیلی پیشوں کا معقول بندوست کیا جا سکتا ہے تاکہ کاشتکار اپنے فرصت اور بے کاری کے اوقات میں مصروف رہیں اور اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔

16- سازگار موسم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان کے موسم زرعی پیداوار کے لیے بہت سازگار اور مفید ہیں۔

پاکستان میں فصلوں کے دو بڑے موسم ہیں

(i) خریف یا موسم گرما کی فصلیں

خریف کی زیادہ تر فصلیں ماہ اپریل سے ماہ جون تک کاشت کی جاتی ہیں اور اکتوبر سے دسمبر تک کاٹی جاتی ہیں۔ کپاس کی کٹائی نہیں بلکہ چنائی کی جاتی ہے۔ اہم فصلیں گنا، چاول، کپاس، مکئی اور باجرہ وغیرہ ہیں۔

(ii) ربیع یا موسم سرما کی فصلیں

ربیع یا موسم سرما کی زیادہ فصلیں اکتوبر سے دسمبر تک کاشت کی جاتی ہیں اور اپریل سے جون تک کاٹی جاتی ہیں۔ گندم، چنا، جو، تمباکو، برسیم اور تیل دار اجناس ربیع کی اہم فصلیں ہیں۔

17-زرعی بنک کا قیام

حکومت نے زرعی ترقیاتی بنک قائم کیا ہے تا کہ کسانوں کو بہتر بیج، کھاد، زرعی مشینری اور آلات و اوزار وغیرہ کے لیے قلیل اور طویل مدت کے قرضے مہیا کیے جا سکیں۔ زرعی بنک کے علاوہ تمام تجارتی بنک اور کوآپریٹو بنک بھی قرضے کا اجرا کرتے ہیں تا کہ زراعت میں مزید ترقی ہو اور معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔

صنعتی ترقی

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے اس ملک میں صنعت کا ہونا بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آج کے جدید دور میں پاکستان صرف زراعت پر دارو مدار نہیں رکھ سکتا کیونکہ زرعی پیداوار کافی حد تک موسموں کی مرہون منت ہے۔ زراعت ہمیں کھانے کی اشیا اور خام مال فراہم کرتی ہے جبکہ صنعت کم جگہ لے کر زیادہ لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔ مختلف صنعتی اشیا اور صنعتی خام مال کو پیدا کر کے ہماری زیادہ سے زیادہ ضرورتیں پوری کرتی ہے اور نئی نئی چیزیں منڈی میں لاتی ہے۔

ہاتھ سے بنی ہوئی چیزیں دستی صنعت یا دستکاری کے زمرے میں آتی ہیں۔ دستکاری کی صنعت عموماً دیہاتی علاقوں یا چھوٹے چھوٹے قصبوں میں پائی جاتی ہے۔ اس صنعت میں لکڑی اور لوہے کا کام، سونے اور چاندی کا کام، ہاتھ سے بنے ہوئے قالینوں اور چٹائیوں کا کام، پتوں اور بید سے بنی ہوئی مختلف روزمرہ کی اشیا کا کام، پتھر اور مٹی کے برتنوں کا کام اور کپڑوں پر کشیدہ کاری کا کام ہوتا ہے۔

چھوٹی صنعت

پاکستان میں چھوٹی صنعت وہ ہوتی ہے جو دو سے نو مزدوروں کو ملازم رکھ کر بازار کے لیے مختلف اشیا بناتی ہے۔ ملک کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ لوگ چھوٹے پیمانے کی صنعت سے منسلک ہیں۔ ہماری چھوٹی صنعت میں مرغی خانے، ڈیری فارم، شہد بنانے کی صنعت، قالین سازی، برتن بنانے کی صنعت، کھیلوں کا سامان بنانے کی صنعت، پنکھے اور بجلی کی موٹریں بنانے کی صنعت وغیرہ شامل ہیں۔

بھاری صنعت

بڑے پیمانے کی صنعت کو "بھاری صنعت" کہتے ہیں۔ اس صنعت میں پٹرولیم اور پٹرولیم کی اشیا پیدا کرنے کی صنعت، آٹو موبائل انڈسٹری، سیمنٹ، کھاد، جیپ کاریں، بسیں، ٹریکٹر، موٹر سائیکل، ہر قسم کی مشینری، ٹی وی سیٹ، ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر، چینی، گھی اور کوکنگ آئل، سگریٹ، ٹیکسٹائل، چمڑے، کاغذ، کاسمیٹکس ٹائر اور ٹیوب وغیرہ کی صنعتیں شامل ہیں۔

دفاعی صنعت

اسلحہ اور اس سے متعلقہ دوسری عسکری چیزیں تیار کرنے والی صنعت ''دفاعی صنعت'' کہلاتی ہے۔ ٹیکسلا انجینئرنگ ورکس میں میزائل

وغیرہ تیار کیے جاتے ہیں جبکہ کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز ہمارے نیوکلیئر پروگرام پر کام کر رہی ہے۔ فوجی فاؤنڈیشن کے تحت ملک میں کچھ صنعتیں لگائی گئی ہیں جن میں فوج سے ریٹائرڈ لوگ کام کر رہے ہیں۔

ذرائع نقل وحمل

ملک کی صنعتی ترقی کا دارومدار ذرائع نقل وحمل پر بھی ہے۔ ذرائع نقل وحمل میں ٹرینیں، سڑکوں پر چلنے والی گاڑیاں فضاؤں میں اُڑنے والے ہوائی جہاز، سمندر میں چلنے والے بڑے بڑے جہاز اور لانچیں وغیرہ شامل ہیں۔

ذرائع مواصلات

آج کے جدید دور میں ذرائع مواصلات، ڈاک، ٹیلی گراف، ٹیلیکس، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات ورسائل، انٹرنیٹ، ای۔میل اور ای۔کامرس وغیرہ صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

صنعتی ترقی کے لوازمات

1- ملکی مال بیچنے کے لیے قومی اور بین الاقوامی منڈیوں کا خوش اسلوبی سے جائزہ لینا
2- ملک کے اندر عاملین پیدائش کے وافر یا کم ہونے کا جائزہ لینا (یعنی ملک میں مزدور زیادہ ہیں یا سرمایہ۔ مثال کے طور پر پاکستان میں مزدوروں کی وافر مقدار ہے مگر سرمائے کی کمی ہے۔)
3- صنعتی منصوبے کے سائز اور نوعیت کا جائزہ
4- ملک میں صنعتی ترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا جائزہ لینا (جیسے کہ ملک میں روزگار مہیا کرنے کے مواقع کا جائزہ)
5- ملک میں مہارت یافتہ افراد کا جائزہ اور دوسرے ممالک کے لوگوں میں پائی جانے والی مہارتوں کا جائزہ
6- ملک میں قومی آمدنی کی پیداوار کی نوعیت کا جائزہ
7- ملک کا بیرونی ممالک کے ساتھ توازنِ ادائیگی کی نوعیت کا جائزہ
8- ملک کی برآمدات کی نوعیت کا جائزہ لینا

پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں

1- بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے لیے ہر سال سالانہ بجٹ میں ایک کثیر رقم کا مختص کرنا
2- خسارے کا سالانہ بجٹ پیش کرنا
3- پاکستان کے توازنِ ادائیگی میں خسارہ
4- سرمائے کی قلت
5- جدید ٹیکنالوجی کی قلت
6- صنعتی ترقی کا کم ہونا اور زراعت پر انحصار زیادہ ہونا

7- ملکی آبادی کا تیزی سے بڑھنا

8- سیاسی عدم استحکام

9- سرحدوں پر ملکی افواج کے ہر وقت حالت جنگ میں رہنے کی وجہ سے فوجی اخراجات کا بڑھ جانا

10- انتظامی امور میں بد نظمی اور بد عنوانی

11- ملک میں چور بازاری، سرد بازاری اور ٹیکس ادا نہ کرنے کا عام رجحان ہونا

12- نامساعد ملکی حالات کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری میں کمی

13- دہشت گردی کی لعنت

14- دنیا کی منڈیوں میں رونما ہونے والی سرد بازاری کا ملکی صنعت پر اثر انداز ہونا

15- لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ

16- ذرائع نقل و حمل کی کمی

17- توانائی کے ذرائع کا مہنگا ہونا

18- مختلف حکومتوں کی متضاد صنعتی پالیسیوں کا ہونا

19- مطلوبہ فنی معیار نہ ہونے کی وجہ سے مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کا کم ہونا

20- تعلیم کے مطلوبہ معیار کا فقدان

21- بہت سارے علاقوں میں بجلی کا نہ ہونا

22- پیداوار کی کھپت کے لیے منڈیوں کا وسیع نہ ہونا

23- تیزی سے بدلتے ہوئے عالمی حالات

پاکستان کی صنعتی ترقی بڑھانے کے لیے اقدامات

1- پیداواری لاگت کو کم کیا جائے۔

2- ذرائع نقل و حمل کا بہتر استعمال کیا جائے۔

3- زراعت کو ترقی دی جائے۔

4- قدرتی وسائل کا اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔

5- زرعی پیداوار کی بہتر کھپت کے لیے نئی منڈیاں تلاش کی جائیں۔

6- صنعتی اشیا کو عالمی معیار کے مطابق بنایا جائے۔

7- بینکاری کے کے نظام کو مزید بہتر بنایا جائے۔

8- ٹیکنالوجی کی قلت کو دور کیا جائے۔

9- توانائی کے وسائل سستے کیے جائیں۔

10- ملکی حالات میں استحکام لایا جائے اور جتنی جلد ہی ہو سکے دہشت گردی کی لعنت سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے۔

11- آبادی کو تیزی سے بڑھنے سے روکا جائے۔

12- ادائیگیوں کا توازن درست کیا جائے۔

13- ہنرمند افرادی قوت میں اضافہ کیا جائے۔

14- حکومتوں کی پالیسیوں میں تسلسل قائم کیا جائے۔

15- ملک میں معیار تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور اور سالانہ بجٹ میں تعلیم کے لیے زیادہ رقم مختص کی جائے۔

تجارت اور کامرس

ملک کی برآمدات زرعی اور صنعتی اشیا پر مشتمل ہیں۔ اس سے ہمیں قیمتی زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان کی بڑی برآمدات

پاکستان بین الاقوامی دنیا میں سوتی دھاگہ، سوتی کپڑا، بنے ہوئے کپڑے، ریڈی میڈ گارمنٹس، بستر کی چادریں، ٹیکسٹائل، چاول، چمڑے کا سامان، قالین، کھیلوں کا سامان، پٹرولیم کی اشیا، آلات جراحی (سرجیکل انسٹرومنٹ)، مچھلی اور مچھلی کا تیل برآمد کرتا ہے۔ یہ اشیا امریکہ، یورپ، جاپان، ہانگ کانگ، دبئی، سعودی عرب اور دیگر ایشیائی اور افریقہ کے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔

پاکستان کی بڑی درآمدات

پاکستان کی درآمدات میں ہر قسم کی مشینری، ٹرانسپورٹ کا سامان، کھادیں، کیمیکلز، رنگ، ادویات، لوہا اور لوہے کا سامان، صنعتی خام مال، چائے، سٹیشنری، کھانے کا تیل، نقل و حمل کا سامان اور دفاعی سامان وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان یہ چیزیں زیادہ تر چین، جاپان، امریکہ، کویت، سعودی عرب اور ملائشیا کے علاوہ دیگر کئی ایک ایشیائی، یورپ اور افریقہ کے ممالک سے بھی منگواتا ہے۔

قدرتی وسائل

پاکستان ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ اللہ تعالٰی نے اس ملک کو ہر طرح کے وسائل سے نوازا ہے۔ پاکستان میں قدرتی وسائل زرخیز زمین، محنتی افرادی قوت، دنیا کا طویل اور منظم نہری نظام آبپاشی، فلک بوس پہاڑ، گلیشیر، سمندر، صحرا، جنگلات، میدان، معدنی اور حیوانی وسائل وغیرہ کی صورت میں موجود ہیں۔ ہمارا ملک قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہے۔

قدرتی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل سے مکمل طور پر فائدہ اٹھایا جائے تاکہ ملکی معیشت ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکے، کسی ملک اور قوم کی ترقی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہاں کے لوگ ملکی وسائل سے کس حد تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

پاکستان کی آبادی میں اگرچہ بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے لیکن یہ بات بھی بڑی خوش آئند ہے کہ لوگ محنت اور خلوص نیت کے ساتھ ملکی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا ادراک کرنا ہوگا کہ حالیہ برسوں میں دنیا کی بعض اقوام نے اپنی محنت سے اپنے ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ ملکی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہمیں چاہیے کہ پاکستان کے قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں تاکہ پاکستان کا ہر شعبہ زندگی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکے۔

قدرتی ذرائع کا تحفظ

1- پاکستان کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ غریب ہے اور دیہی علاقوں میں رہتا ہے جہاں ناخواندگی کی شرح زیادہ ہے۔ یہ لوگ عموماً اُس زمین کے حصوں پر رہتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ان کے کاشت کرنے کے طریقے پرانے اور فرسودہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اور ان کے مویشی اپنے ایندھن اور چارے کے لیے آس پاس کے درختوں اور پودوں کو تباہ کرتے رہتے ہیں جس سے قدرتی ذرائع (زمین اور جنگلات) ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے شہروں میں شور، ماحولیاتی آلودگی اور آب و ہوا میں گندگی پھیل رہی ہے جس سے نہ صرف بیماریاں پھیلتی ہیں بلکہ قدرتی ذرائع بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

2- پاکستان میں پانی کے وافر ذرائع ہیں لیکن سٹوریج کی ناکافی سہولیات کی بنا پر ہر سال کافی پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے پانی کی ایک کثیر مقدار نظام آبپاشی اور ناہموار کھیتوں میں بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کیمیائی کھادوں کی آلودگی اور شہروں کی گندگی بھی دریاؤں میں جاتی رہتی ہے جس سے ہمارے دریاؤں کے پانی آلودہ ہو رہے ہیں۔ دریاؤں کی آلودگی سے پانی کے جانور اور مچھلیاں مر جاتی ہیں۔ ملک کے قریباً 60 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ آبی آلودگی اور نہری پانی کی کمی سے زرعی پیداوار متاثر ہوتی رہتی ہے۔

3- صنعتوں اور کاروباری ضروریات کے لیے جنگلات کا بے تحاشا کٹاؤ ہو رہا ہے۔ اس سے ملکی جنگلات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں اندیشہ کہ ملک میں آنے والے وقتوں میں جنگلات کافی حد تک کم ہو جائیں گے جس کی وجہ سے ہوا اور پانی کی آلودگی میں اضافہ ہو جائے گا۔ گرمی کی مدت میں اضافہ اور موسم کے طویل ہونے سے ہر جاندار کے لیے زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

4- صنعتیں لگانے، سڑکیں بنانے اور ڈیم وغیرہ تعمیر کرنے سے بہت سا زرخیز رقبہ اس کی نذر ہو جاتا ہے جو انسانی آبادی کے لیے خطرے کا الارم ہے۔

5- کیڑے مکوڑوں کے خاتمہ کے لیے ایسی دوائیاں استعمال کرنی چاہیں جو دشمن کیڑوں کا خاتمہ تو کریں لیکن انسان دوست اور فصلوں کے لیے فائدہ مند حشرات کو نقصان نہ پہنچائیں۔

6- پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی ذرائع سے نوازا ہے ان معدنیات میں خام لوہا، کرومائیٹ، تانبا، معدنی نمک، چونے کا پتھر، جپسم، سنگ مرمر، چینی اور آتشی مٹی، کوئلہ، قدرتی گیس اور خام تیل وغیرہ شامل ہیں۔ صنعتوں کو توانائی دینے کے لیے کوئلہ، خام تیل اور قدرتی گیس استعمال ہوتی ہے۔ ڈر ہے کہ صنعتوں میں ان کے بے تحاشا استعمال سے ان کے ذخائر کمیاب نہ ہو جائیں، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔

7- سائنس کی ترقی سے جہاں انسان آرام طلب ہو گیا ہے وہیں اس کی توجہ قدرتی ذرائع کی حفاظت سے بھی ہٹتی جا رہی ہے۔

تعلیم

تعلیم اور معاشرتی و معاشی ترقی باہمی طور پر لازم و ملزوم ہیں۔ معاشی و معاشرتی حوالے سے آگے بڑھنے کے لیے تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری بھی اہمیت کی حامل ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ ملکی آمدنی میں اضافہ تعلیمی شعبہ کی ترقی سے مربوط ہے۔ پاکستان میں اگرچہ ایک طویل عرصے تک اس شعبے پر کماحقہٗ توجہ نہ دی گئی لیکن اب تعلیم کے فروغ کے لیے بہتر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ پاکستان میں 1951ء کی مردم شماری کے مطابق خواندگی کی شرح 16 فیصد 1998ء کی مردم شماری میں 45 فیصد اور موجودہ شرح خواندگی قریباً 58 فیصد ہے جو چند دیگر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں ابھی بھی کم ہے۔ معاشی ترقی میں افزائش کے لیے ضروری ہے کہ شرح خواندگی زیادہ ہو۔

حکومت نے تعلیمی مسائل کو بڑی سنجیدگی سے لے رہی ہے اور ''تعلیم سب کے لیے'' (Education for All) کے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ابتدائی تعلیم کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ تاکہ تعلیمی ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

حکومت تعلیم کے میدان میں مختلف تعلیمی اصلاحات کے ذریعے کوشاں ہے تاکہ ہمارا قومی تعلیمی گراف اوپر چلا جائے اور ہم بھی ترقی یافتہ ممالک کے صف بہ صف کھڑے ہو سکیں۔ اس ضمن میں اہم اقدامات درج ذیل ہیں۔

1- اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لیے ہائیر ایجوکیشن کمیشن کا قیام
2- سرکاری اور نجی شعبے کی شراکت عمل میں لانا
3- پرائمری سطح پر لازمی اور مفت تعلیم مہیا کرنا
4- پرائمری، مڈل اور پھر ہائی سکولوں کی سطح پر درسی کتب کی مفت فراہمی کو یقینی بنانا
5- نصاب کی سائنسی بنیادوں اور مستقبل کی ضروریات کے پیش نظر تشکیل نو کرنا
6- ٹیکنیکل، ووکیشنل اور سائنسی تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری اور نجی شعبے سے تعاون اور بھرپور حوصلہ افزائی کرنا
7- سماجی اور معاشی ترقی کے لیے تعلیم کے معیار میں بہتری لانا
8- خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کرنا
9- طلبہ کو ابتدائی تعلیم کے لیے وظائف فراہم کرنا
10- تعلیم کے شعبے میں صنفی توازن کے حوالے سے کوششیں کرنا
11- خواتین کے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دینا
12- اعلیٰ تعلیم کے لیے سرکاری اور نجی سطح پر زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لانا
13- انفارمیشن ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلابی کاوشیں کرنا
14- قومی اور صوبائی سطحوں پر تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لانا

تمام تعلیمی منصوبوں میں تعلیم کے میرٹ اور معیار تعلیم کو بہتر بنانے کی بلاشبہ کوششیں جاری ہیں لیکن ابھی بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی شعبہ کے لیے قومی آمدنی کا زیادہ سے زیادہ حصہ مختص کیا جائے۔

صحت

صحت اللہ تعالٰی کی وہ نعمت ہے کہ جس کے بغیر انسان اپنی زندگی سے بجا طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ مسلمہ کہاوت ہے کہ صحت مند جسم میں صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ پاکستان میں شہریوں کی صحت کا معیار اور درازیٔ عمر ترقی یافتہ ممالک کے شہریوں سے بہت کم ہے۔ لوگوں کو ناکافی اور ناخالص غذا ملتی ہے۔ طبی سہولتیں تمام شہریوں کو میسر نہیں۔ ملک میں معاشی بدحالی، ماحولیاتی آلودگی، غیر معیاری اور ناخالص غذا، صفائی کا فقدان اور طبی سہولتوں کی کمی اور غیر مساویانہ وسائل کا تقسیم صحت کے معیار کی کمی کے اہم اسباب ہیں۔ پاکستان میں صحت کے شعبہ کا بجٹ دنیا کے ترقی یافتہ اور بہت سے ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ ملک میں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ڈاکٹروں اور معاون میڈیکل سٹاف کی کمی ہے۔ ملک میں بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں بنیادی طبی سہولتیں موجود ہی نہیں۔

حکومت ملک میں ''صحت سب کے لیے'' (Health for All) کے مشن کو سامنے رکھ کر صحت کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے لیے کوشاں ہے۔ حکومت نے اس سلسلہ میں درج اقدامات کیے ہیں:

1- دیہی آبادی کے لیے دور دراز علاقوں میں بنیادی ہیلتھ سنٹرز کا قیام

2- زچہ و بچہ کی بہبود کے زیادہ سے زیادہ مراکز کا قیام

4- طبی سہولتوں کی فراہمی کے لیے سرکاری اداروں اور این۔ جی۔ اوز۔ کے تعاون پر مبنی کاوشیں

5- چیچک، ملیریا، تپدق، ہیضہ، ایڈز اور دیگر متعدی امراض کی روک تھام کے لیے اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی معاونت سے مختلف منصوبوں کا آغاز

6- صحت عامہ کی بہتری کے لیے قومی و صوبائی سطحوں پر صحت کی جامع پالیسیوں کا آغاز

7- عام لوگوں کی صحت بہتر بنانے کے لیے گندے پانی کی نکاسی، صاف پینے کی فراہمی، ماحول کو آلودگی سے پاک کرنے، بیماریوں کی روک تھام اور ادویات کی مناسب قیمتوں پر فراہمی کے مختلف پراجیکٹس کا آغاز۔

اگرچہ حکومت عوام کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے مشن پر گامزن ہے لیکن ابھی بھی بہت سے مزید اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں بنیادی بات یہ ہے کہ غربت کا خاتمہ کر کے عوام کا معیار زندگی بلند کیا جائے معاشی ترقی میں اضافہ قدرت نے ہمارے ملک کو جو بے بہا وسائل سے نوازا ہے ان سے موثر منصوبہ بندی کے تحت پورا استفادہ کیا جائے۔ ذرائع نشر و اشاعت کو عوام میں صحت عامہ کا شعور بیدار کرنے کے لیے استعمال میں لایا جائے۔ غیر معیاری و ناخالص غذاؤں اور جعلی ادویات کی فراہمی کو روکنے کے لیے مزید بہتر قانون سازی کی جائے اور سخت اقدامات اٹھائے جائیں۔ ماحولیاتی آلودگی اور طبی سہولتوں کی غیر مساویانہ تقسیم پر قابو پایا جائے۔ صرف اسی صورت میں 'صحت سب کے لیے' (Health for All) کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی

انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معلومات کو حاصل کرنا' دوسروں تک پہنچانا' ان کا استعمال کرنا، ان پر سوچنا اور ایک نئے طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھنا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچ سکیں۔

اس ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے ریڈیو، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ٹیلی کمیونیکیشن کا نظام اور مواصلاتی سیاروں کا نظام وغیرہ آپس

میں مل کر ہماری عام زندگی میں اس طرح آ گئے ہیں کہ ہم دنیا کی معلومات اپنے تک اور اپنی معلومات دنیا میں بیٹھے ہوئے لوگوں تک چند منٹوں میں سستے طریقے سے پہنچا سکتے ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ سے کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ترقی، ٹیلی کمیونیکیشن کی ٹیکنالوجی میں ترقی اور بجلی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے ذرائع کی ترقی ہوئی۔

پاکستان میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے میدان میں پچھلے چند سالوں میں خاصی موثر کوششیں کی گئی ہیں اور بے حد پیش رفت ہوئی ہے۔ ٹیلی ویژن، کمپیوٹر اور موبائل فون کی ایجادات نے ہماری زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ 3g اور 4g ٹیکنالوجی کے باعث فاصلے مزید سکڑ گئے ہیں۔ اب دنیا ایک گلوبل ویلیج بن گئی ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ دنیا بھر کے معاشی شعبوں میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا استعمال ایک بنیادی ضرورت بن گیا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بدولت ای۔ کامرس دنیا میں کاروبار کرنے کا نیا طریقہ متعارف ہوا ہے۔ مختلف صنعتیں اپنی پرانی اور نئی اشیا کے اشتہارات انٹرنیٹ پر دیتے ہیں اور قیمتیں لکھ دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے گھر یا کاروباری دفتر میں بیٹھے ہوئے انٹرنیٹ کے ذریعے ان کمپنیوں اور صنعتوں کی اشیا کی تصویریں اور قیمتیں دیکھ سکتا ہے اور ان کے بارے میں کمپنی سے براہ راست معلومات لے سکتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ رکھنے والے لوگ اپنے انٹرنیٹ کنکشن کے ذریعے فیکٹری سے اصل قیمت پر یہ اشیا خرید سکتے ہیں اور کوریئر سروس کے ذریعے بہت مختصر وقت میں منگوا سکتے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال زندگی کے ہر شعبے میں عام ہو رہا ہے۔

پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی

پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1955ء)

1955ء میں پاکستان میں پہلی مرتبہ جامع معاشی منصوبہ بندی کا آغاز کیا گیا۔ پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ تیار کیا گیا جس نے معاشی ترقی کے لیے ایک جامع اور مربوط پروگرام پیش کیا۔ اس منصوبے کے بنیادی مقاصد اور ان کے اہداف کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

(i) قومی آمدنی میں پندرہ فیصد اضافہ کرنا

(ii) فی کس آمدنی میں سات فیصد اضافہ کرنا

(iii) بیس لاکھ نئے افراد کے لیے روزگار مہیا کرنا

(iv) برآمدات میں پندرہ فیصد اضافہ کرنا

(v) منصوبے کے اختتام تک ادائیگیوں کے توازن میں بیس کروڑ روپے کی بچت کرنا

(vi) اناج کی پیداوار میں 9 فیصد اضافہ کرنا

(vii) نقد آور فصلوں کی پیداوار میں اضافہ کرنا۔ چند ایک کی تفصیل یوں ہے۔ گنے میں 33 فیصد، کپاس میں 21 فیصد، پٹ سن میں 15 فیصد اضافہ

(viii) دیہی زرعی و صنعتی ترقیاتی پروگرام کو دیہی آبادی کے ایک چوتھائی پر وسعت دینا تاکہ دیہی علاقوں میں زرعی و صنعتی پیداوار کے طریقوں کو بہتر بنایا جائے

(ix) صنعتی پیداوار میں ساٹھ فیصد اضافہ کرنا۔ صنعتوں میں سے ہوزری، چینی، کھاد، سیمنٹ اور قدرتی گیس کو اہمیت دینا

(x) 16 لاکھ ایکٹر اراضی کو آبپاشی کی بہتر سہولتیں فراہم کرنا

(xi) بجلی کی پیدواری استعداد میں تین گنا اضافہ کرنا

(xii) پرائمری سکولوں میں 10 لاکھ اور ثانوی سکولوں میں قریباً ڈیڑھ لاکھ نئے بچوں کی تعلیم میں اضافہ کرنا اور کم از کم اسی قدر تعداد میں نئے بچوں کو تعلیم کی ترغیب دینا

(xiii) نجی بچتوں میں پانچ فیصد سے سات فیصد تک اضافہ کرنا

(xiv) اڑھائی لاکھ نئے مکانات تعمیر کرنا

درج بالا مقاصد اور ہدف کو حاصل کرنے کی غرض سے دس ارب اسی کروڑ روپے خرچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس میں سے ساڑھے سات ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور تین ارب تیس کروڑ روپے نجی شعبے کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

مقاصد کے اعتبار سے یہ منصوبہ نہایت اچھا تھا لیکن بوجوہ اس کے ہدف پورے طور پر حاصل نہ ہو سکے۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ تھی کہ اس منصوبے پر عمل درآمد 1955ء کی بجائے 1957ء سے ہوا۔ دیگر وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ ہوئی کہ اسی عرصے میں حکومت نے روپے کی بیرونی قدر کم کر دی جس سے منصوبے میں لگائے گئے تخمینے کسی حد تک ناقص ہو گئے۔ موسمی حالات کی خرابی اور سیم وتھور کی بنا پر زمین کی تباہی دیگر اہم وجوہات میں شامل ہیں۔

منصوبے کا جائزہ لینے سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

(i) قومی آمدنی میں 15 فیصد کی بجائے صرف 11 فیصد اضافہ ہوا۔

(ii) فی کس آمدنی 7 فیصد کی بجائے صرف 3 فیصد بڑھ سکی۔ اس سلسلے میں یہ نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ آبادی میں اضافے کی شرح قریباً 1.6 فیصد سالانہ رہی۔

(iii) پانچ سال کے عرصے کے دوران جتنے افراد کام کرنے کے اہل ہوئے، ان میں سے پچاس فیصد سے بھی کم کو روزگار مہیا کیا جاسکا۔

(iv) زرمبادلہ کمانے کے ہدف کو بھی حاصل نہ کیا جا سکا کیونکہ اس عرصے کے دوران برآمدات کو نہ بڑھایا جا سکا، بلکہ اس کے برعکس درآمدات کی مقدار میں اضافہ ہو گیا، یہی وجہ ہے کہ توازن ادائیگی خاصا خراب ہو گیا، یہاں تک کہ پہلے چار سالوں کے دوران توازن ادائیگی میں 24 کروڑ روپے کا خسارہ واقع ہو گیا۔

(v) اناج کی پیداوار میں نو فیصد اضافے کی بجائے صرف چار فیصد اضافہ ہو سکا۔

(vi) موسمی حالات کی خرابی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر دیگر فصلوں کا پیداواری ہدف بھی حاصل نہ کیا جا سکا۔

(vii) اندرون ملک بچتوں کا جو ہدف مقرر کیا گیا تھا، وہ بھی پورا نہ ہو سکا۔ ملکی بچتوں کی شرح منفی 21 فیصد تک کم ہو گئی۔

(viii) صنعتی میدان میں البتہ کئی صنعتیں قائم ہوئیں مثلاً کاغذ (نیوز پرنٹ) گتہ، کھاد، کیمیائی اشیاء سے متعلق صنعتیں وغیرہ۔

درج بالا اعداد وشمار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پہلا پانچ سالہ منصوبہ بیشتر میدانوں میں ناکام رہا۔ اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے تجربات کی بدولت نئی سوچ اور انداز فکر نے جنم لیا جس سے آئندہ کے ترقیاتی منصوبہ جات کو بہتر انداز سے تشکیل دینے میں خاصی مدد ملی۔

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1965ء)

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ پہلے منصوبہ کی مدت اختتام پر اپنایا گیا۔ اس منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور ان کے اہداف درج ذیل تھے:

(i) قومی آمدنی میں 24 فیصد اضافہ کرنا
(ii) فی کس آمدنی میں 10 فیصد اضافہ کرنا
(iii) 25 لاکھ نئے افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا
(iv) زرعی پیداوار میں چودہ فیصد اضافہ کرنا
(v) بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں 14 فیصد تک اضافہ کرنا
(vi) گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فیصد تک بڑھانا
(vii) برآمدات میں سالانہ تین فیصد اضافہ کرنا

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد اور ہدف کو پورا کرنے کے لیے 23 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس رقم میں سے بارہ ارب چالیس کروڑ روپے سرکاری شعبے، تین ارب اسی کروڑ روپے نیم سرکاری شعبے اور چھے ارب اسی کروڑ روپے نجی شعبے میں خرچ کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔

باوجود اس بات کے کہ دوسرے ترقیاتی منصوبے میں بھاری صنعت کے قیام اور اس ترقی کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا تھا نیز اس منصوبے کے لیے غیر ملکی سرمائے اور امداد پر انحصار کیا جاتا تھا، اس منصوبے کے تحت ملک کی معاشی ترقی کی رفتار خاصی تسلی بخش رہی۔ بعض شعبوں میں تو ترقی اس حد سے بھی زیادہ ہوئی جو منصوبہ بناتے وقت قائم کی گئی تھی۔

منصوبے کا جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل نکات توجہ کا مرکز بنتے ہیں:

(i) قومی آمدنی میں اضافہ 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔
(ii) برآمدات میں سات فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔
(iii) صنعتی شعبہ میں 40 فیصد سے زیادہ ترقی ہوئی۔
(iv) زرعی شعبے میں ترقی 15 فیصد سے زیادہ ہوئی۔
(v) روزگار کے مواقع متوقع حد تک نہ بڑھائے جا سکے، اس طرح اس شعبے کی ترقی کی رفتار غیر معیاری رہی۔

درج بالا جائزے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ خاصی کامیابی سے ہم کنار ہوا، بلکہ کئی شعبوں میں تو ترقی مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئی۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس منصوبے کی تشکیل میں پہلے منصوبے کی خامیوں کو دور کیا گیا اور ملکی وسائل کا جائزہ لینے میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا۔ اس منصوبے کی کامیابی سے مزید حوصلہ افزائی ہوئی جو مستقبل کی منصوبہ بندی میں مدد و معاون ثابت ہوئی۔

تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965-1970ء)

دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا گیا۔ یہ منصوبہ ایک بیس سالہ تناظری منصوبے کا ابتدائی مرحلہ تھا جسے طویل المیعاد تناظری منصوبے (1965ء تا 1985ء) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیس سالہ تناظری منصوبہ چار پانچ سالہ ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل دیا گیا۔ اس تناظری منصوبے کے اہم اہداف میں قومی آمدنی میں چار گنا اضافہ کرنا، تمام افرادی قوت کو 1985ء تک روزگار فراہم کرنا، غیر ملکی امداد پر انحصار ختم کرنا نیز ملک کے مختلف حصوں میں فی کس آمدنی کے تفاوت کو ختم کرنا وغیرہ شامل تھے۔

تیسرے منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور ان کے اہداف درج ذیل تھے:

(i) ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور قومی پیداوار میں 37 فیصد اضافہ کرنا
(ii) فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا
(iii) 55 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرنا
(iv) زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور اس میں 5 فیصد سالانہ اضافہ کرنا
(v) صنعتی ترقی کی شرح 13 فیصد سالانہ تک بڑھانا
(vi) علاقائی تفاوت کو ختم کرنا
(vii) بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا
(viii) زرمبادلہ میں اضافہ کر کے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا
(ix) بنیادی سہولتوں میں اضافے کی سعی کرنا
(x) معاشرتی تحفظ مہیا کرنا

ان مقاصد کے حصول کے لیے کل 52 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔ ان میں سے 30 ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 22 ارب نجی شعبے کے لیے وقف تھے۔

درج بالا مقاصد و کوائف سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسرا پانچ سالہ منصوبہ بہت سی خوبیوں کا حامل تھا مگر اس کی ترقی کا جائزہ لینے کے بعد جو تصویر سامنے آتی ہے، اس کا خاکہ کچھ یوں ہے:

(i) زرعی ترقی کی رفتار متوقع رفتار سے کم رہی یعنی صرف 4.5 فیصد سالانہ ترقی ہو سکی۔
(ii) برآمدات میں 9.5 فیصد اضافے کی توقع تھی مگر اس کے مقابلے میں یہ اضافہ صرف 7 فیصد ہوا۔
(iii) صنعتی میدان میں ترقی صرف 9 فیصد ہو سکی حالانکہ یہ ہدف 13 فیصد کا تھا۔
(iv) سرمایہ کاری کی شرح میں تقریباً 4 فیصد کمی ہو گئی۔

مختصراً تیسرا پانچ سالہ منصوبہ پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکا اور بیشتر شعبوں میں مقرر کردہ ہدف تک نہ پہنچا جا سکا۔ دراصل نامساعد حالات نے ابتدا ہی سے تیسرے منصوبے کو گھیر لیا۔ ابتدائی دو سالوں میں زبردست خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس سے فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں اور زرعی پیداوار میں کمی آئی۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے دفاعی اخراجات بڑھ گئے جس کی وجہ سے ترقیاتی

اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی پیدا ہوگئی۔ غیر ملکی امداد میں بھی 27 فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ زرعی ترقی کی رفتار کو تیز نہ کیا جاسکا۔ اندرون ملک حالات ہنگاموں کی نذر ہوگئے جس سے صنعتی پیداوار پر برا اثر پڑا۔ مختصراً تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو مجوزہ حقیقی وسائل وسازگار حالات میسر نہ آسکے جو معاشی ترقی کے پروگرام کے لیے درکار تھے۔

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970-1975ء)

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء تا 1975ء) بیس سالہ تناظری منصوبے (1965ء تا 1985ء) کا دوسرا مرحلہ تھا۔ اس منصوبے کے اہم بنیادی اغراض ومقاصد اور ہدف درج ذیل تھے:

(i) معاشی ترقی کی رفتار کو برقرار رکھنا یعنی قومی پیداوار میں 6.5 فیصد شرح سالانہ سے اضافہ کرنا
(ii) 75 لاکھ نئے افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا
(iii) ملک کے مختلف حصوں کے مابین فی کس آمدنی کے فرق کو کم کرنا
(iv) غذائی اجناس کی پیداوار میں 85 لاکھ ٹن کا اضافہ کرنا
(v) سماجی انصاف قائم کرنا یعنی قابل عمل پالیسیوں کی مدد سے معاشی ترقی اور سماجی انصاف میں ہم آہنگی پیدا کرنا
(vi) برآمدات میں ساڑھے آٹھ فیصد سالانہ اضافہ کرنا

ان مقاصد واہداف کے حصول کے لیے 75 ارب روپے مختص کیے گئے تھے ان میں سے 49 ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 26 ارب نجی شعبوں کے لیے رکھے گئے تھے۔

پاک بھارت تنازعے ودیگر اندرون ملک نامساعد حالات کی وجہ سے چوتھے پانچ سالہ منصوبے پر عمل درآمد نہ ہوسکا اور اس منصوبے کو بالآخر منسوخ کرنا پڑا۔

ملک میں معاشی وسیاسی حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے 1971ء تا 1978ء کے دوران میں سال بہ سال قلیل المیعاد منصوبہ بندی ہی کی جاسکی۔ ماہرین کی رائے میں اوسط المیعاد منصوبہ بندی اندرون ملک عدم استحکام کی وجہ سے مشکل ہوجاتی ہے۔ قلیل المیعاد منصوبہ بندی کے ذریعہ سے طویل المیعاد پراجیکٹوں کی تکمیل مناسب انداز میں نہیں ہوتی۔ یک سالہ ترقیاتی منصوبوں سے عام طور پر مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر وبیشتر قلیل المیعاد منصوبہ بندی کی مدد سے معاشی ترقی کی رفتار کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ لہذا متذکرہ عرصہ کے دوران خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہوسکے۔

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978-1983ء)

پانچواں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ یکم جولائی 1978ء کو اپنایا گیا۔ اس منصوبے کے اہم مقاصد اور اہداف یہ تھے:

(i) قومی پیداوار میں اضافہ کرنا
(ii) زرعی وصنعتی شعبوں کی ترقی کی طرف توجہ کرنا
(iii) غذائی اجناس میں مکمل طور پر خود کفیل ہونا
(iv) دیہی علاقوں کی ترقی پر زور دینا اور وہاں جملہ معاشرتی خدمات فراہم کرنے کے سلسلے میں خاطر خواہ سعی کرنا۔ ان میں خصوصا

تعلیمی اداروں وہسپتالوں کا قیام اور پینے کے پانی کی فراہمی

(v) شہری علاقوں میں پینے کے پانی کی رسد بڑھانا، مکانات کی تعمیر کرنا اور ذرائع نقل وحمل کو بہتر بنانا

(vi) پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے ایک حکمت عملی کو اپنانا

(vii) بنیادی صنعت اور انجینئرنگ کی صنعت میں سرمایہ کاری کرنا

(viii) طویل المدت معاشی ترقی کے لیے بنیادیں فراہم کرنا

پانچویں منصوبے کے بڑے بڑے اہداف مندرجہ ذیل تھے:

(i) قومی پیداوار میں 7.2 فیصد سالانہ اضافہ کرنا

(ii) زرعی شعبے میں 6 فیصد سالانہ ترقی کرنا

(iii) صنعتی میدان میں مجموعی طور پر 10 فیصد سالانہ کے حساب سے ترقی کرنا

(iv) اندرون ملک بچتوں کی شرح 12.5 فیصد تک بڑھانا

(v) برآمدات میں 11 فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ کرنا

(vi) پٹرولیم کی پیداوار میں اس حد تک اضافہ کرنا کہ کل ضرورت کا 33 فیصد سے زیادہ اندرون ملک پیداوار سے پورا کیا جا سکے

(vii) فی کس آمدنی میں 9.2 فیصد سالانہ اضافہ کرنا

(viii) توانائی کی فی کس پیداوار میں قریباً 42 فیصد اضافہ کرنا

(ix) دیہی علاقوں کی ترقی پر زور دینا اور صحت کے شعبے میں ہر جہت سے اضافہ کرنا، نئے ہیلتھ یونٹ وہسپتال قائم کرنا، ہسپتال میں مزید بیماروں کے علاج کی گنجائش نکالنا، ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد میں اضافہ وغیرہ

(x) بنیادی صنعت اور انجینئرنگ کی صنعت میں سرمایہ کاری کرنا

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ جون 1983ء کو اختتام پذیر ہوا۔ اس مدت کے دوران بین الاقوامی حالات کافی مخدوش تھے۔ ترقی پذیر ممالک بالخصوص ان ناسازگار بین الاقوامی حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پاکستان بھی ان حالات سے نہ بچ سکا۔ اس کے باوجود یہ منصوبہ بعض جہتوں سے کامیاب رہا۔ حکومت کے ایک جائزہ کے مطابق:

(i) پانچویں پانچ سالہ منصوبہ نے اپنے 90 فیصد ہدف مکمل کر لیے۔

(ii) ناسازگار حالت کے باوجود 6 فیصد سالانہ اضافے کی شرح کو برقرار رکھا جا سکا۔

(iii) ملک کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں ترقی کی رفتار بہتر ہوئی۔

(iv) صوبہ بلوچستان میں ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔

(v) اس منصوبے کی مدت کے دوران دیہی علاقوں کی ترقی کی طرف بالخصوص توجہ دی گئی۔

(vi) کم از کم 20 فیصد نادار اور مفلوک الحال لوگوں کو نظام زکوٰۃ کی بدولت معاشی اعانت ملی، سماجی و معاشی انصاف کی طرف یہ ایک بڑا قدم ہے۔

(vii) خوراک کے معاملے میں کسی قدر خود کفالت ہوئی۔

(viii) افراط زر پانچ سال قبل کی شرح 16 فیصد سے کم ہو کر صرف 5 فیصد رہ گیا۔

(ix) صنعتی پیداوار میں 9 فیصد سالانہ ترقی ہوئی۔

(x) ملکی صنعت میں اضافے کی غرض سے صنعتی چھوٹیں بھی دی گئیں۔

(xi) اس پانچ سالہ منصوبہ کے تحت جتنے دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی ان کی تعداد اس سے قبل کے تیس سالوں سے زیادہ ہے۔

چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1988-1983ء)

چھٹا پانچ سالہ منصوبہ یکم جولائی 1983ء کو شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے۔

(i) معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا

(ii) سماجی انصاف کا احیا کرنا

(iii) دیہی ترقی کو خاص اہمیت دینا

(iv) دیہات میں سڑکوں کا جال بچھا کر انھیں شہری منڈیوں کے ساتھ منسلک کرنا

(v) دیہی معاشرے میں شاندار انقلاب کے لیے زیادہ سے زیادہ بجلی فراہم کرنا

(vi) منصوبے کے تحت تعلیم و صحت کے شعبوں کو ترجیح دینا

(vii) ملک بھر میں روزگار اور آمدنی میں اضافے کے لیے ایک خاص پروگرام پر عمل کرنا

(viii) زکوٰۃ اور نظام عشر کے توسط سے 15 لاکھ سے زیادہ مستحقین کی مالی اعانت کرنا

ساتواں پانچ سالہ منصوبہ (1993-1988ء)

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد کا خاکہ درج ذیل ہے۔

(i) روزگار کے مواقع فراہم کرنا تا کہ کم از کم تعلیم یافتہ افراد بیروزگاری کا شکار نہ ہوں

(ii) بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، رہائش، صحت، تعلیم و دیگر سہولیات ترجیحی بنیادوں پر فراہم کرنا

(iii) افرادی قوت کو تربیت یافتہ بنانا

(iv) اپنی مدد آپ کے اصول پر کام کرتے ہوئے قومی معیشت کو مضبوط بنانا

(v) نجی شعبے کی اہمیت کے پیش نظر اسے اس کا جائز مقام دے کر ملکی معیشت کے لیے فعال بنانا

(vi) غیر ملکی امداد پر کم سے کم انحصار کرنا

آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ (1998-1993ء)

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد کا خاکہ درج ذیل ہے۔

(i) قومی آمدنی میں سالانہ سات فیصد اضافہ کرنا

(ii) زرعی شعبہ میں سالانہ 4.9 فیصد اضافہ کرنا

(iii) آٹھویں منصوبے کے دوران فی کس آمدنی میں 22 فیصد اضافہ کرنا

(iv) 62 لاکھ بے روزگار افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا

(v) قومی بچتوں کے تناسب میں 19.9 فیصد تک اضافہ کرنا

(vi) آٹھویں منصوبے کے آخر تک بجٹ خسارہ کم کر کے جی۔ ڈی۔ پی کے 4 فیصد کے برابر لانا

(vii) اس منصوبے میں آبادی کی شرح افزائش کو 2.9 فیصد سے کم کر کے 2.7 فیصد کرنا

(viii) شرح خواندگی میں 48 فیصد تک اضافہ کرنا

(ix) بچوں کی شرح اموات 86 فی ہزار سے کم کر کے 65 فی ہزار تک لانا

(x) دیہات کی 70.5 فیصد اور شہروں کی 95 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا

(xi) ہر یونین کونسل کی سطح پر صحت کی بنیادی سہولیات مہیا کرنا

ملک میں آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے قریباً سارے اہداف حاصل نہ کیے جا سکے۔

سوالات

1- معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کیجیے اور اس کی اہمیت بیان کیجیے۔

2- پاکستان میں زرعی شعبے کی اہمیت اور افادیت بیان کیجیے۔

3- پاکستان میں صنعتی ترقی کی راہ میں کون کون سی رکاوٹیں حائل ہیں؟ نیز صنعتی ترقی کو بڑھانے کے لیے اقدامات تجویز کیجیے۔

4- پاکستان میں اہم تعلیمی مسائل کون کون سے ہیں؟ نیز حکومت تعلیمی شعبے کی ترقی کے لیے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

5- درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) انفارمیشن ٹیکنالوجی

(ب) پاکستان کی درآمدات اور برآمدات

(ج) پاکستان میں صحت کے مسائل

6- آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد بیان کیجیے۔

7- ہمارے اہم قدرتی ذرائع کون کون سے ہیں اور ان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟